فقہی ذخائر میں فتاوٰی قاضی خان کی اہمیت: فقہائے احناف کی آرا کے تناظر میں ایک مطالعہ

Significance of *Fatawa Qazi Khan* in the Collections of Fiqh: An analytical study in the light of the opinions of Hanafi Jurists

Muhammad Amin Bhatti

PhD Scholar Lahore Garrison University Lahore

Dr .Ali Akbar Al Azhari

Associate professor Department of Islamic studies, Lahore Garrison University Lahore

Abstract

Imam Fakhar ul din Hasan bin Mansoor Aozjandi Farghani al murginani (592) is the most learned jurist of Hanfi school of thought in the 6th century. He is ranked among the few Ashab-e-Tarjih like Imam-e-Hidaya and Imam-e-Shami. According to Ibn-e-Kamal Pasha, Qazi Khan is one of the most distinguished researchers of Fiqh among the seven ranks of jurists. Not only that, Salman Mansoor puri, a great Mufti (Deo Band school of thought) rightly entitles Hasan bin Mansoor as Mujtahid fil Masail [jurist of contemporary issues]. Also he has declared him as Mujtahid while Imam Hidaya and Imam Shami have been considered as Ashab-e-Tarjih.Qazi khan's work in Fiqh known as Fatawa Qazi khan consists of three volumes. First time, This book was published from Beirut without publishing date still. This Ftawa has deep impacts on the later Ftawas of Hanfi school of thought. In contrast with other ftawas, which are written in the form of questions answers, Ftawa Qazi khan is compiled according to the pattern of educational volume. It is a comprehensive guideline and primary source for the later Ftawas of Hanfi school of thought. In fact, the Ftawa has been frequently cited in Ftawa Shami as 264 times, Ftawa Rizvia 1570 times, Ftawa Alamgiri 2776 times and many more in other latest

Ftawas like as Ahsan ulfatawa,Fatawa Rashedia , Fatawwa Usmani, Fatawa TatarKhania ,Fatawa Fareedia etc which clearly manifests its worth and prestige. Despite being the primary source for the above mentioned prominent Ftawas, Ftawa Qazi Khan is the least known to the public in common. In the true sense the Ftawa is an encyclopedia for the students of Fiqh. Therefore, this article precisely highlights the life and significant work of Qazi Khan. This research focuses on his modern approach to solve ambiguities in social life in the light of Islamic jurisprudence. The researcher has used descriptive research methodology in this piece of literature to discover the desired outcomes.

Key Words; *Fatawa Qazi Khan,* Significance, Collections of Fiqh, analytical study, Hanafi Jurists

تمہید

نبی کریم صلی اللہ علیہ سلم صاحب کتاب ،شارح کتاب اللہ اور شارع کے بلند منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے تا قیام قیامت لوگوں کے مسائل کے حل کے لیے راہنما اُصول عطا فرما گئے ہیں جن کی روشنی میں فقہائے کرام امت کی راہنمائی کا کام جانفشانی سے سر انجام دے رہے ہیں اور ایسے ہی مسائل حل کرنے والی علم و دانش کی حامل شخصیات ،جو علماء وفقہا کہلاتی ہیں۔اور یہ سلسلہ حضور ﷺ کے صحابہ کرام سے لیکر تابعین اور تبع تابعین اور پھر ان شاگردوں سے ہوتا ہوا آگے بڑھ رہا ہے اور تا قیام قیامت جاری رہے گا۔چونکہ ہر انسان میں یہ اہلیت نہیں ہے کہ وہ اپنے مسائل از خود حل کر سکے،اس لیے وہ پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے اہل علم حضرات کی طرف رجوع کرتا ہے۔اس سلسلے میں اللہ رب العزت کا فرمان بھی یہی ہے کہ: (فسئلو ا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون)[1] پس تم اہل علم سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین اور پھر تابعین وتبعہ تابعین اور پھر مجتہدین کی صورت میں یہ سنت جاری رہی ااور پھر علمائے کرام میں فقہائے اسلام کو خصوصی شرف سے نوازا گیا۔حدیث پاک میں ہے :خیار امتی علماء ھا و خیارعلما ء ھا فقہاء ھا او کماقال[2] میری امت میں سب سے بہترین لوگ علماء ہیں اور علماء میں سب سے بہترین فقہا ہیں۔ اسی طرح بخاری شریف میں ہے: فقیہ واحداشد علی الشیطان من الف عابد ۔[3] ایک فقہی شیطان پر ہزار عابدوں سے بھاری ہے۔چنانچہ ایسی ہی علم وحکمت کی حامل شخصیات میں سے ایک شخصیت جو فقیہ و مجتہد کے مرتبہ پر فائز ہونے والوں میں سے ایک ہیں وہ ابو المحاسن، فخر الدین علامہ حسن بن منصور ابو القاسم محمود بن عبد العزیز،المعروف قاضی خان،اوزجندی فرغانی ہیں۔امام قاضی خان چھٹی صدی ہجری کے مایہ ناز فقیہ ہیں۔ علامہ شمس الدین محمد بن سلمان ابن کمال پاشا کے مطابق فقہاء کے سات طبقات میں سے امام قاضی خان کا شمار اصحاب ترجیح میں بھی ہوتا ہے بلکہ انھوں نے تو امام قاضی کو اصحاب مجتہدین(فی المسائل)میں

شمار کیا ہے۔ چنانچہ طبقات الفقہاء میں لکھتے ہیں: والثالثة: طبقة المجتہدین فی المسائل التی لا روایة فیها عن صاحب المذهب : کالخصاف ،و ابی جعفرالطحاوی،و ابی الحسن الکرخی ،و شمش الآئمه حلوانی وشمس الآئمه سرخسی ، فخر الاسلام بزدوی و فخر الدین قاضی خان و امثالهم۔[4]

" مجتہدین کا تیسرا طبقہ جو ایسے مسائل میں اجتہاد کرتے ہیں، جن کے بارے میں اصحابِ مذہب سے کوئی روایت منقول نہیں ہوتی، (واضح ہو کہ یہ حضرات اصول یا فروع کسی چیز میں بھی اپنے امام سے الگ راہ انہیں اختیار کرتے) اس طبقہ کے حضرات میں امام احمد بن عمر خصاف، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی، امام ابوالحسن الکرخی، شمس الآئمہ عبدالعزیز الحلوانی، شمس الآئمہ محمد بن سہل السرخسی، علامہ فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی، اور علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بہ قاضی خاں وغیرہ ہیں"۔

تعارف امام قاضی خان

نام ونسب

حسن بن منصور امام بدر الدین منصور بن امام شمس الدین محمود ابو القاسم بن عبد العزیز اوزجندی فرغانی معروف بہ قاضی خان قدس اللہ تعالیٰ۔ اوزجندی: آپ کو اوزجندی اصبہان کے نواحی علاقہ میں فرغانہ کے قریب واقع ایک علاقہ "اوزجند" کی طرف نسبت کی وجہ سے کہاجاتا ہے۔ جیسا کہ فوائد البھیۃ میں ہے: واُوزجند مدینۃ بنواحی اصبھان بقرب فرغانۃ۔[5]

کشف الظنون میں ہے: هو الامام فخر الدین حسن بن منصور بن محمودقاضی خاں الاوزجندی الفرغانی المتوفی 592ھ اثنتین و تسعین و خمسمائة و هی مشهورة مقبولة معمول بها متداولة بین ایدی العلماء و الفقها ء و كانت هی نصب عین من تصدر للحكم و الافتاء۔[6]

ولادت

آپؒ کی ولادت کا سن تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکا۔ اکابرین میں کتب میں بھی محض اُن کی جلالتِ علمی کا اعتراف و تذکرہ ملتا ہے۔

القاب

آپ کی علم فقہ کے باب میں خدمات اور فقاہت کے اعتراف میں علمائے احناف نے آپ کو کئی القاب دیئے مثلاً: فقیہ النفس ، فخر الدین، قاضی القضاۃ، قاضی الامۃ وغیرہ۔ لیکن امام احمد رضا خان نے اپنے فتاوی میں جو القابات ذکر کیے وہ درج ذیل ہیں: امام علام ، مرشد الانام، قاضی البلاد و مفتی العباد ، فقیہ النفس، مقارب الاجتہاد ، امام اجل ، ابوالمحاسن فخر الملۃ والدین ابو المفاخر، حسن ابن امام بدرالدین منصور ابن امام شمس الدین محمود ابو القاسم بن عبد العزیز اوزجندی فرغانی معروف بہ امام قاضی خان قدس اللہ تعالیٰ سرہ، فاض علینا نورہ۔[7] جبکہ فوائد البھیۃ میں آپ کے القابات یوں ذکر کیے گئے ہیں: هو القاضی الامام ، و الاستاذ، فخرالملة رکن الاسلام، بقیة السلف ، مفتی الشرق۔[8]

اساتذہ

فخر الدین قاضی خانؒ نے اپنے وقت کے مشاہیر ائمہ سے اکتساب فیض کیا، وہ اپنے زمانے کے مایہ ناز فقہاء کرام سے تھے، جن میں سے چند کے نام ملتے ہیں۔ تاج التراجم میں ہے: تفقه علی ابی اسحاق، ابراهیم بن اسماعیل بن ابی نصر

الصفاری ، ظہیر الدین ابی الحسن علی بن عبدالعزیز المرغینانی وغیرہما۔[9] ان کے علاوہ آپ نے امام محمد بن عبد الستار کردیؒ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اس میں مہارت تامہ پائی۔[10]

تلامذہ

آپؒ سے ایک عالم نے فیض پایا اور بے شمار تشنگانِ علم کی سیر ابی ہوئی، ان میں اپنے وقت کے مشاہیر آئمہ وفقہاء بھی شامل ہیں، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: شمس الائمہ ابو الوحدۃ محمد بن عبد الستار کردی عمادیؒ، امام محمود بن احمد عبد السید بن عثمان بن نصر بن عبد الملک جمال الدین ابو المحامد حصیری بخاری، امام افتخار الدین طاہر بن احمد بخاری صاحب خلاصۃ الفتاوی، علامہ جمال الدین محمود بن احمد حصیری، نجم الائمۃ البخاری، استاد صاحب "الجوہر المضیئۃ" فخر الدین قزوینی۔[11]

تصانیف: فقہ کے میدان میں آپ کا مشہور شاہکار فتاوی قاضی خان تین جلدوں پر مشتمل ہے، اسے فتاوی الخانیہ بھی کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ شرح الجامع الصغیر للامام محمدؒ فی الفروع، شرح الجامع الکبیر للامام محمدؒ فی الفروع، شرح الزیادات[12] للامام محمدؒ، شرح ادب القاضی للخصافؒ، بھی آپ کی علمی خدمات کا ثبوت ہیں۔ تاج التراجم میں ہے: ولہ الفتاوی فی اربع اسفار و شرح الجامع الصغیر، وشرح الزیادات، شرح ادب القاضی للخصاف۔

وصال: سیر اعلام النبلاء میں ہے: و بقی الی سنة تسع و ثمانین و خمس مائة فانّه املی فی هذالعالم ۔[13]
تاج التراجم میں ہے: توفی لیلة النصف من رمضان سنة اثنتین و تسعین و خمس مائة ۔[14] لیکن جمہور کے مطابق آپؒ کا وصال پندرہ رمضان المبارک کی شب ۵۹۲ھ میں ہوا۔

فخر الدین قاضی خان کا علمی فقہی مقام و مرتبہ

شیخ الاسلام ابو المحاسن محمود حصیری کہتے ہیں: قال الحصیری:هو القاضی الامام ، و الاستاذ، فخرالملة رکن الاسلام، بقیة السلف ، مفتی الشرق۔ تعلیقات رضویہ میں آپ کے فقہی مراتب کے حوالے سے یوں ہے۔
علماء تصریح فرماتے ہیں کہ امام علامہ فخر الملۃ والدین حسن بن منصور اوزجندیؒ کی تصحیح اوروں کی تصحیح پر مقدم ہے، ان کے فتوی سے عدول نہ کیا جائے۔ چنانچہ:

۱۔ علامہ خیر الدین رملیؒ "حاشیہ جامع الفصولین" میں لکھتے ہیں:

"علیک بما فی الخانیة فان قاضیخان من اهل التصحیح والترجیح"[15]
"تم پر اُس قول کو اختیار کرنا لازم ہے، جو فتاوی خانیہ میں ہے، اس لیے کہ قاضی خان اہل تصحیح و ترجیح سے ہیں۔"

۲۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا "التصحیح والترجیح القدوری" میں لکھتے ہیں:

"مایصححه قاضی خان من الاقوال یکون مقدما علی ما یصححه غیر ، لانه کان فقیه النفس۔"[16]
قاضی خان جس قول کی تصحیح کریں وہ ان کے غیر کے تصحیح کردہ قول پر مقدم ہو گا، اس لیے کہ وہ فقیہ النفس ہیں۔

دوسرے مقام پر فرمایا: الامام فخر الدین قاضی خان : فانّه من احقُّ من یعتمد علی تصحیحه ۔[17]
ترجمہ: پس بے شک (اس کا فتوی) زیادہ اولی ہے جس نے قاضی خان کی تصحیحات پر اعتماد کیا۔

۳۔ سید احمد حمویؒ نے "غمز عیون البصائر" میں فرماتے ہیں:

"هذا القول صححه قاضی خان فینبغی اعتماده ۔"[18]
اس قول کی تصحیح قاضی خان نے کی ہے، لہذا چاہیے کہ اس پر اعتماد کیا جائے۔

۴۔ فاضل سید احمد طحطاویؒ "حاشیہ در مختار" میں لکھتے ہیں:

"الذی یظھر اعتمادفی الخانیة لقولھم ان قاضی خان من اجل من یعتمد علی تصحیحاته۔"[19]

خانیہ پر اعتماد کرنا ظاہر ہے، اس لیے کہ قاضی خان اُن اجل آئمہ سے ہیں، جن کی تصحیحات پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

۵۔ فاضل محمد امین ابن عابدینؒ:

"العقود الدریه فی تنقیح الفتاویٰ الحامدیه" میں فرماتے ہیں:

"مایصححه قاضی خان مقدم علی ما یصححه غیره"[20]

جس قول کی تصحیح امام قاضی خان کریں وہ اُن کے غیر کے تصحیح کردہ قول پر مقدم ہے۔

الفوائد البہیۃ میں ہے: حسن بن منصور فخرالدین قاضی خان الاوزجندی الفرغانی کان اماما کبیرا و بحر عمیقا غوّاصا فی المعانی الدقیقة مجتہدا فھّامة ۔[21] امام احمد رضا خان آپ کے بارے میں لکھتے ہیں: "تصحیح قاضی خان فی الخانیة مقدم علی تصحیح الھدایة مع انھا شرح بل متن"[22] قاضی خان کی اپنے فتاوی میں کسی قول کی تصحیح، ہدایہ کی تصحیح پر مقدم ہو گی، حالانکہ ھدایہ شرح بلکہ متن ہے۔" فتاوی رضویہ میں تذکرہ امام قاضی خان: ذیل میں ہم اُن القابات کو بیان کرتے ہیں جو امام احمد رضاؒ خان نے امام قاضی خان کے لیے استعمال کیے ہیں۔:

1۔ فقیہ النفس اور اہلِ افتاء و ترجیح: امام علامہ فقیہ النفس اہل الافتاء و الترجیح امام فخر الدین قاضی خان اوزجندیؒ نے فتاوی خانیہ میں اسی قول کی تصحیح کی اور قول اول کا رد کیا ہے۔ امام فقیہ النفس قاضی خان حسن بن منصور فرغانی اوزجندی۔[23]

2۔ فخر الملۃ والدین: فتاوی امام اجل فقیہ النفس فخر الملۃ والدین قاضی خان میں ہے۔[24]

3۔ قاضی الامت: جیسے ایک فتویٰ میں ذکر کرتے ہیں: اسی پر ہمارے سربراہ فقیہ النفس قاضی الامت نے جزم فرمایا۔[25]

4۔ مالک التصحیح والترجیح رتبہ اجتہاد پر فائز: "اور امام علامہ فقیہ النفس مالک التصحیح والترجیح فخر الملۃ والدین قاضی اوزجندیؒ نے اپنے فتاوی میں روایتِ صحت پر جزم کیا۔[26]

5۔ صاحب خلاصۃ الفتاوٰی کے اُستاد: "الامام الاجل فقیه النفس استاذصاحب الخلاصة مولانا القاضی الامام فخر الدین رحمھما الله تعالیٰ"[27]

6۔ فارسِ میدان ترجیح و تصحیح: "ایک امام علامہ فخر الملۃ والدین حسن بن منصور اوزجندی ہیں اور یہ امام فارس میدانِ ترجیح و تصحیح ہیں۔[28]

7۔ قاضی خان ائمہ ترجیح سے ہیں: "اس کے اختیار فرمانے والوں کی جلالتِ شان جن میں امام اجل فقیہ ابو اللیث سمرقندی صاحب حصر، وامام ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی و امام اجل نجم الدین عمر نسفی و امام علی بن اسبیجابی ہر دو استاذ امام برہان الدین صاحب ہدایہ و خود امام اجل صاحب تجنیس و ہدایہ و امام ظہیر الدین محمد بخاری و امام فقیہ النفس قاضی خان و امام محقق علی الاطلاق وغیر ہم ائمہ ترجیح وفتوے بکثرت ہیں۔[29]

تعارف فتاوٰی قاضی خان

فتاوی قاضی خان فتاوی قاضی خان چھٹی صدی اور ساتویں صدی عیسوی کا عظیم شاہکار فتاوی ہے جو کہ فقہ حنفی کا ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے جو کہ متعدد بار دنیائے اسلام کے مختلف ممالک سے عربی زبان میں شائع ہوتا آرہا ہے راقم الحروف کے زیر مطالعہ فتاوی قاضی خان کا حالیہ ایڈیشن قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی سے شائع شدہ ہے، البتہ ابتدائی ایڈیشن میں

فتاوی قاضی خان کی چار جلدیں تھی لیکن بعد میں چوتھی جلد کو جدید طباعتی انداز اور ابواب بندی کر کے اس کو تین جلدوں میں ضم کر دیا گیا اور اب تین جلدوں میں ہی شائع ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ فتاوی قاضی خان مکمل طور پر فتاوی ہندیہ المعروف فتاوی عالمگیری کے ساتھ حاشیہ کے طور پر کلکتہ سے 1835ء سے اب تک شائع ہو رہا ہے۔

فتاوی قاضی خان کے بارے میں کشف الظنون میں ہے: و ذکر فی هذالکتاب جملة من المسائل التی یغلب وقوعها و تمس الحاجة الیها و تدور علیها واقعات الامة و ترتیبها علی ترتیب الکتب المعروفة ۔بیّن لکل فرعاواصلاو فیما کثرت فیه الاقاویل من المتآخرین اقتصر منه علی قول او قولین و قدم ماهو الاظهر کما قال ۔[30]

فتاویٰ قاضی خان کی اہمیت

فتاوی قاضیخان کوئی معمولی اور عمومی فتاوی کی طرح کا فتویٰ نہیں ہے بلکہ یہ آئمہ فقہ کے ہاں ماخذ کا درجہ رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے امام قاضی کے بعد فقہ حنفی پر لکھی جانے والی کتابوں پر فتاویٰ قاضی خان کے گہرے اثرات ہیں۔ اس لیے کسی بھی مفتی کا فتویٰ اس وقت تک پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا جب تک وہ اپنے فتویٰ میں علامہ اوزجندی کو پیش نہ کرے۔ احناف کے تمام فتاوی وکتب فقہ میں ایسی شائد ہی کوئی کتاب ہو جس فتاوی قاضی خان سے استفادہ نہ کیا گیا ہو، جیسے فتاوی شامی، فتاوی عالمگیری، فتاوی رضویہ، فتاوی تاتارخانیہ، فتاوی عثمانی، فتاوی فریدیہ، فتاوی رشیدیہ، فتاوی محمودیہ، فتاوی دارالعلوم دیوبند، جامع الفصولین، التصحیح والترجیح علی مختصر القدوری، احسن الفتاوی اور اس کے علاوہ دیگر بے شمار فتاوی جات آ کے فتاوی سے مستفاد ہیں۔ اس کے علاوہ درج ذیل وجوہات کی بناء پر قاضی خان اہمیت کا حامل ہے:

1۔ اس مجموعہ فتاویٰ سے خود مفتیان عظام مستفید و مستفیض ہوتے ہیں۔ یعنی علماء کرام پیچیدہ اور جدید پیش آمدہ مسائل میں بھی حضرت قاضی خان کی طرف رجوع کرنا لازمی سمجھتے تھے۔

2۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ امام قاضی کا شمار اصحابِ ترجیح میں ہوتا ہے، حالانکہ مشہور ترین فقیہ امام شامی بھی اصحاب ترجیح میں سے نہیں ہیں۔ جیسے امام ھدایہ کو اصحابِ ترجیح میں شمار کیا جاتا ہے اُسی طرح امام قاضی خان کو بھی اصحاب ترجیح میں شمار کیا جاتا ہے۔ (اصحابِ ترجیح سے مرادوہ آئمہ و مجتہدین ہیں، جو اپنے پیش رواصحابِ اصول وفروع کے مختلف اقوال میں سے راجح قول کو پیش کرتے ہیں، یادو مختلف اقوال کے درمیان تطبیق پیش کرتے ہیں) اور اصحاب ترجیح میں سے ہونا ہی اُن کی وجہ شہرت ہے۔

3۔ فتاویٰ قاضی خان فقہ حنفی کا نہایت عمدہ خلاصہ، مگر جمیع مسائل کا دلائل وبراہین کی صُورت میں نہایت عمدہ مرقع ہے۔

4۔ چونکہ امام قاضی خان کو مجتہد شمار کیا جاتا ہے اس لیے یہ مجموعہ قاری میں مجتہدانہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ کیونکہ قاضی خاں کو طبقات فقہاء میں سے اصحابِ مجتہدین فی المسائل میں شمار کیا گیا ہے۔ جن کا مرتبہ یقیناً اصحاب ترجیح سے بہر صورت زیادہ ہے۔

5۔ یہ فتاویٰ اُصول فقہ کی آسان تشریح وفہم کے ساتھ ساتھ قواعدِ فقیہہ سے استنباط مسائل میں معاون اور تقلید محض کی بجائے احقاقِ حق کی جرات پیدا کرتا ہے۔

عجیب وفرید فوائد ومسائل

امام فخر الدین قاضی خانؒ نے اپنے فتاویٰ میں چند عجیب وغریب فوائد و مسائل بیان کیے ہیں، ان کی نشان دہی امام احمد رضا خان حنفیؒ ’’الفوائد المتعلقۃ بکتب الفقہ‘‘ میں کی ہے، ذیل میں چند مسائل بطور حجت اصل فتاوی قاضی خان سے مکمل متن کے ساتھ ذکر کیے جارہے ہیں:

1۔الماء اذا اختلط بالمخاط او بالبزاق جاز به التو ضوء و يكره۔[31]

2۔الماء الذی یسیل من فم النائم طاهر و هو الصحیح،لانه متولد من البلغم اذا جعل السرقین فی الطین و طین به شئ فیبس فوضع علیه مندیل مبلول لا یتنجس۔۔۔الخ[32]

3۔اذا متخط الرجل فی ثوب و رای فیه اثر الدم لا ینجسه؛لان کل ما لا یکون حدثاً لا یکون نجساً۔[33]

4۔لو عطس و حصل به حروف او تجشی او تثاء ب فارتفع صوته فحصل به حروف لم تفسد صلاته۔[34]

فتاوی قاضی خان کا اردو ترجمہ: فتاویٰ قاضی خان کا اُردو ترجمہ حضرت علامہ مولانا مفتی شیخ الحدیث محمد صدیق ہزارویؒ کر چکے ہیں۔ جو مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور سے پانچ جلدوں میں چھپ کر منظرِ عام پر آ چکا ہے۔ یہ ترجمہ سہل اور عام فہم ہے مگر محض ترجمہ ہی ہے عربی متن سے خالی ہے جبکہ آئندہ ایڈیشن میں یہ مذکوراردو ترجمہ عربی عبارت کے ساتھ شائع کرنے کے لیے طباعتی مراحل میں ہے تاکہ قاری کے لیے افہام و تفہیم میں آسانی ہو۔

فتاویٰ قاضی خان کا انگریزی ترجمہ

فتاوی قاضی خان کے مخصوص عنوانات کا انگریزی ترجمہ سید محمد یوسف ہاشمی نے جزوی طور پر دو جلدوں میں کیا جو نامکمل ہے اور تشنہ تحقیق و تصحیح ہے، کیونکہ فقہی اصطلاحات کے لیے اکثر انگریزی کے الفاظ قاصر ہوتے ہیں۔ انگریزی ترجمہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

Fatawa-i-QaziKhan

Relating to Islamic Law of Marriage, dower, divorce, legitimacy and guardianship of minors, according to Sunnies By Imam Fakhruddin Hasan Bin Mansour al-Uzjandi al-Farghani d. 592 AH (commonly known as Qazi Khan, A Classical Hanafi Mufti & Scholar)

Translated and Edited by Maulvi Muhammad Yusuf Khan Bahadur (Pleader of the Calcutta High Court) and Maulvi Wilayat Husain (Principal, Madarasatul Aliya) Hardback 1400 Pages 2 Volumes Set. ISBN: 8171510604

Publisher : Kitab Bhavan, New Delhi, India35

فتاوی قاضی خان کے مختلف نام: یہ فتاویٰ عوام الناس میں تو اپنے اسی نام ’’فتاویٰ قاضی خان‘‘ کے طور پر ہی مشہور ہے۔ تاہم مدرسین و مفتیان کرام کے ہاں یہ دیگر چند نام بھی مستعمل ہیں: الفتاویٰ الخانیہ، الخانیہ، الخاقانیہ۔

فتاوی قاضی خان کا اسلوب؛ فتاوی قاضی خان کا اسلوب دو طرح سے بیان کیا جائے گا۔ ایک کا تو خود امام قاضی خان نے اپنے فتاوٰی کے مقدمہ میں ذکر کیا ہے، اور دوسرا وہ قاری کا اس سے استفادہ کرنے کے بعد جو اخذ کیا جائے وہ بھی اسلوب ہی ہوتا ہے، ذیل میں دونوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔ سب سے پہلے ذیل میں خود امام قاضی کے الفاظ میں اُن کا طرزِ اُسلوب بیان کیا جاتا ہے:

يقول العبد الضعيف الفقير الى رحمة الله تعالى الغنى سدده الله فى القول و العمل و عصمه من الطغيان و الزلل ذكرت فى هذا الكتاب من المسائل التى يغلب وقوعها و تمس الحاجة اليها و تدور عليها واقعات الامة و يقتصر عليها رغبات الفقهاء و الامة ، و هى انواع و اقسام فمنها ما هى مروية عن اصحابنا المتقدمين و منها ما هى منقولة عن المشائخ المتاخرين رضوان الله عليهم اجمعين ۔و رتبته ترتيب الكتب المعروفة ، و جعلت لكل جنس فصلا ، و بينت لكل فرع اصلا،و فيما كثرت فيه الاقاويل من المتاخرين اقتصرت فيه على قول او قولين ، و قدمت ما هو الاظهر، و افتتحت بما هو الاشهر، اجابة للطالبين و تيسيرا على الراغبين۔[36] اللہ کی رحمت کے ساتھ کمزور اور فقیر بندہ عرض کرتا ہے وہ اللہ جس نے قول اور عمل میں درستی پیدا کی، سرکشی اور بھٹکنے سے محفوظ رکھا۔ میں نے اس کتاب میں وہ مسائل ذکر کیے ہیں، جو اکثر وقوع پذیر ہوتے ہیں اور ان کی حاجت ہوتی ہے، انہی پر امت کے واقعات کا مدار ہے اور ائمہ وفقہاء کرام رغبتا ان پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان مسائل کی یہ انواع واقسام ہیں۔ جو ہمارے ائمہ متقدمین سے مروی ہیں۔ جو ہمارے ائمہ متاخرین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منقول ہیں۔ اور میں نے اس کتاب کو معروف کتب کی ترتیب پر مرتب کیا ہے، اور ہر جنس کے مسائل کے لیے الگ فصل قائم کی ہے، اور فرع کی اصل بیان کی ہے، طالب علموں کے ہاں مقبولیت اور اس کی طرف رغبت رکھنے والوں کی آسانی کے لیے جن مسائل میں متاخرین کے اقوال بکثرت ہیں، ان میں سے میں نے ایک یا دو قول نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے، اور زیادہ ظاہر قول کو مقدم کیا ہے، اور ان اقوال میں زیادہ مشہور قول سے آغاز کیا ہے۔ اب ذیل میں قاری کا اخذ کردہ اُسلوب بیان کیا جاتا ہے:

1۔ امام قاضی خان کا اسلوب اپنے دور کے دیگر فقہائے کرام کی طرح کا ہی ہے۔ فتاوی قاضی خان بھی ھدایہ اور قدوری وغیرہ کی طرز پر لکھا گیا ہے، اور تقدیری فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ کیونکہ اس وقت کے فقہائے کرام قرآن وسنت سے مستنبط مسائل کا حکم ذکر کرتے تھے، مآخذ ومستدل دلائل کا تذکرہ نہیں ہوتا تھا۔ پس قاضی خان نے بھی اسی کا التزام کیا ہے۔

2۔ قاضی خان محض مسائل اور ان کے احکام کا ہی ذکر کرتے ہیں۔ بعض مشکل اور وضاحت طلب الفاظ اور جملوں کی وضاحت اور تفہیم قاری کی خاطر قوسین میں وضاحت ذکر کرتے ہیں۔

3۔ فقہائے کرام کے اقوال اور آخر پر راجح قول کا ذکر کرتے ہیں۔ ترجیحی اقوال کے لیے توجیحات کا التزام کرتے ہیں۔

4۔ قاضی خان جب قالوا بعضھم کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو اس سے اختلافی قول مراد ہوتا ہے اور کمزور دلیل ورائے ہوتا ہے۔

5۔ کبھی کبھی قالوا بعضھم کی بجائے "اختلفو ا فيه منهم" سے بھی اختلافی رائے کا ذکر کیا جاتا ہے، اور عموما وہ ترجیحی رائے ہی ہوتی ہے۔ چونکہ قاضی خان حنفی ہے اس لیے احناف کے دلائل سب سے آخر پر ترجیحی طور پر ذکر کرتے ہیں ائمہ احناف کے اختلاف کو بحسن وخوبی ذکر کرتے ہیں۔

6۔ فتاوی قاضی خان رائج الوقت کتب فتاوی کی طرح کا فتاوی نہیں کہ ان میں مسائل کے بارے قرآن وحدیث سے دلائل کے ذریعے استنباط احکام کی کوشش کی جاتی ہے بلکہ یہ پرانی طرز کی مسائل پر مشتمل کتاب ہے اس کا انداز اور مسائل باقاعدہ

استفتاءات کی صورت میں نہیں ہیں کہ سائل نے سوال پوچھا اس کا ذکر کیا پھر الجواب کے لفظ سے جواب ذکر کیا گیا ہوں ایسا ہر گز نہیں بلکہ یہ امام ابو حنیفہ کی تقدیری فقہ کی طرز پر لکھی گئی کتاب ہے جو درس نظامی میں رائج کتب کی طرز تحریر پر ہے۔
7۔کسی بھی مسئلہ پر قرآن و سنت سے استدلال اور دلائل کا ذکر بالکل نہیں ہے مختلف فیہ مسائل میں فقہاء کے اختلاف اور رائے کے بعد اپنے موقف کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔
8۔اختلاف و تطبیق نیز اختلاف و تطبیق کی نہایت احسن توجیح و توضیح پیش کرتے ہیں، تطبیق مسائل میں تطبیق دینے کے لیے "اختلف" اور ترجیحی دلائل ذکر کرنے کے لیے "والاصح" کہہ کر اپنے موقف کو بیان کرتے ہیں۔حواشی فتاوٰی قاضی خان: فتاویٰ قاضی خان پر امام احمد رضا خان نے عربی میں تین سو چھیاسٹھ مقامات پر تعلیقات و حواشی قلم بند کیے ہیں، تاہم طباعت نہ ہونے کی وجہ سے منصۂ شہود پر نہ آسکے۔ مگر اب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر دستیاب ہیں، فتاوٰی قاضی خان پر موجود یہ عربی حواشی "مخطوط" اور "فتاوٰی رضویہ" میں بھی موجود ہیں، جب کہ اردو میں فتاوٰی قاضی خان پر موجود افادات و حواشی ان کے علاوہ ہیں، جو فتاوٰی رضویہ میں مختلف مقامات پر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں امام احمد رضا خان نے مذکور حواشی اپنی لائبریری میں موجود فتاوٰی قاضی خان کی چاروں جلدوں پر تحریر فرمائے تھے اور یہ حواشی وتعلیقات دوران مطالعہ لکھے گئے ہیں، باقاعدہ اہتمام کے ساتھ اور مکمل نہیں ہیں۔ جس کا ثبوت آپؒ کے مشہور حواشی ردالمختار بنام "جد الممتار" میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ جہاں آپؒ فتاوٰی قاضی خان کی عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "وانظر ما كتبنا عليه" یعنی: ہم نے جو عبارت پر حاشیہ لکھا ہے، اُس کی طرف رجوع کرو۔ نیز ان حواشی کا ذکر احمد رضا خانؒ نے اپنے فتاوٰی میں بھی کیا۔اسی طرح علامہ عبدالمبین نعمانی نے "تصانیف امام احمد رضا خان" میں کتب فقہ کے تحت فتاوٰی قاضی خان کے حواشی کو نمبر ۳۵ پر ذکر کیا ہے۔[37]

تعلیقاتِ رضویہ علی فتاویٰ قاضی خان

یہ تعلیقات انتالیس صفحات پر مشتمل بصورت مخطوط ہیں، جنہیں علامہ قاضی عبدالرحیم بستویؒ نے اصل نسخوں میں نقل کیا ہے۔اس کا عکس ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل کراچی اور جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان، کراچی وغیرہ اداروں کے کتب خانوں میں محفوظ تھیں۔ اور ڈاکٹر حامد علی علیمی کی کاوش سے ادارہ تحقیقات رضا سے باقاعدہ شائع ہو کر افادہ عامہ کے کتب خانوں میں موجود ہے۔

فتاوی قاضی خان کا مقام و مرتبہ:

فتاویٰ قاضی خان جسے فتاویٰ خانیہ بھی کہتے ہیں۔علامہ امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی(متوفی 592ھ) کی معروف اور متداول تالیف ہے۔ آج کل زیادہ تر فتاویٰ عالمگیری (فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری)) کے ساتھ شائع شدہ نسخہ دستیاب ہے فقہ حنفی میں فتاویٰ کے لیے یہ کتاب بہت مستند سمجھی جاتی ہے ۔علامہ قاسم بن قطلوبغا (879ھ) تصحیح القدوری میں فرماتے ہیں: "مایصححه قاضی خان من الاقوال يكون مقدما على ما يصححه غير ، لانه كان فقيه النفس۔"[38]

قاضی خان جس قول کی تصحیح کریں وہ ان کے غیر کے تصحیح کردہ قول پر مقدم ہو گا، اس لیے کہ وہ فقیہ النفس ہیں۔امام احمد رضا خان فرماتے ہیں: قاضی خان کی تصحیح سے عدول روا نہیں:" اولا: تو اس لیے کہ اس پر اکثر متون ہیں۔ثانیاً: اس پر بزرگ ترین شخصیات نے اس امر کی تصریح کی اور اسے ثابت رکھا۔ مثلاً امام فقیہ النفس جن کے بارے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ان کی

تصحیح سے عدول نہیں کیا جاسکتا۔ الخ۔[39] علامہ عبد الرزاق بھترالوی فرماتے ہیں: فتاوٰی قاضی خان جسے "خانیہ" بھی کہا جاتا ہے یہ امام فخر الدین حسن المعروف بقاضی خان کے فتاوی پر مشتمل کتاب کا نام ہے، یہ فتاوی جلیل القدر فقیہ کا ہے جو امام ابویوسف، امام محمد، امام زفر وغیرہ کے پہلے طبقے کے بعد دوسرے طبقے کے جلیل القدر فقیہ ہیں۔[40] حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری سابق رکن نظریاتی کونسل پاکستان فرماتے ہیں: اہل علم خاص کر کارِ افتاء سے وابستہ حضرات "فتاوی قاضی خان" کے مقام و مرتبہ سے بخوبی آگاہ ہیں۔ فتاوی قاضی خان کے بعد جس قدر فقہی تالیفات منظر عام پر آئی ہیں وہ "فتاوی قاضی خان" جیسی کتب کی خوشہ چین ہیں۔ دُرِّ مُختار ہو یا ردّ المحتار، فتاوی عالمگیری ہو یا دورِ حاضر میں مروّج اُردو کے فتاوی سب فتاوٰی قاضیخاں کے فیض سے مالا مال ہیں۔ اعلی حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان بریلوی علوم اسلامیہ بالخصوص فقہ میں جن کی دقتِ نظر کی نظیر نہیں ملتی ان کا عدیم النظیر فتاوٰی "فتاوی رضویہ" جابجا عباراتِ قاضی خان سے مزین نظر آتا ہے۔[41]

فتاوٰی قاضی خان بطور ماٰخذ

فتاویٰ قاضی خان کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے معاصر ومابعد تقریباً تمام مفتیان عظام ہی اپنے فتاویٰ وحواشی وغیرہ میں آپ کے فتاویٰ سے فتویٰ دیتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آپ استفادہ کرنے والوں کی تعداد شمار سے باہر ہے۔ البتہ جنھوں نے اپنے مختلف فتاویٰ میں فتاویٰ قاضی کو بطور ماٰخذ ومتدل لیا ہے۔ ان میں سے چند مشہور فتاویٰ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جیسے فتاوی شامی (حاشیہ ابن عابدین) رد المحتار علی الدر المختار میں امام شامی نے تقریبا 264 دو سو چونسٹھ مقامات پر، فتاویٰ رضویہ میں امام احمد رضا خاں نے بھی اپنے ضخیم فتاویٰ میں تقریباً پندرہ سوستر 1570 مقامات پر، فتاویٰ عالمگیریہ المروف بالفتاویٰ الھندیہ میں تمام جلدوں میں 2776 مقامات پر اور فتاوی تاتارخانیہ میں بھی سیکڑوں مقامات پر قاضی خان کے اقوال کو لیا گیا ہے۔ اسی طرح جامع الفصولین، التصحیح للقدوری، فتاوی رشیدیہ، فتاوی فریدیہ، فتاوی عثمانی، فتاوی محمودیہ اور فتاوی دار لعلوم دیوبند اور احسن الفتاوی جیسے دیگر تمام معاصر حنفی فتاوی جات میں قاضی خان کی آراء سے استدلال کیا گیا ہے۔ مگر یہاں ان تمام مقامات کا بیان طوالت کا موجب ہو گا کیونکہ محض کتاب الطھارۃ میں ہی وضو، نواقص، نجاست، غسل اور موجب غسل اور تیمم وغیرہ کے مسائل میں سیکڑوں مقامات پر فتوی وحکم میں فتاویٰ قاضی خان پر اعتماد کیا گیا ہے۔

فقہائے احناف کے معروف حنفی فتاوٰی جات اور فتاوٰی قاضی خان

یوں تو عرب وعجم کے تمام حنفی فتاوٰی جات میں جابجا آپ کے فتاوی کا متن وعکس دیکھا جاسکتا ہے لیکن بطور نمونہ چند معروف فتاوی جات سے بطور استشہاد چند فتاوی جات تحریر کیے جارہے ہیں جس سے مقصود آپ کی فقاہت اور جلالت علمی کا اعتراف کرنا ہے۔ ذیل میں چند استفتاءت اور ان کے جواب میں فتاوی قاضی خان کے متدل اقتباسات درج کیے جارہے ہیں:

فتاوی عثمانی

مسجد کے لاؤڈ سپیکر کو مسجد سے باہر مجالس و محافل میں استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور نماز جمعہ اسپیکر پر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ جواب: صورتِ مسئولہ میں لاؤڈ سپیکر کو مسجد سے باہر نکال کر کسی بھی جلسے وغیرہ میں استعمال کرنا دُرست نہیں ہے،لقول الفقهاء : و لا يعار اى الوقف و دخل فيه المنقول المتعارف و لما فى البحر و ليس لمتولى المسجد ان يحمل سراج المسجد الى بيته و له ان يحمله من البيت الى المسجد كذا فى فتاوى قاضى خان ـ و يجوز الدرس بسراج المسجد ان كان موضوعافيه لا للصلاة ـالى ثلث الليل و فيما زاد على الثلث ليس لهم تاخير ما فلا يكون لهم حق الدرس ـ[42]

الفتاوی التاتارخانیہ

اسی طرح فتاوٰی تاتارخانیہ میں لونڈی کے ہاں بچے کی ولادت کے حوالے سے ایک مسئلہ کے جواب میں قاضی خان کے قول پر یوں فتوٰی دیا والولادةالقديمةليست بعيب على رواية كتاب البيوع ، و على رواية كتاب المضاربة عيب،حتى ان من اشترى جارية قد ولدت عند البائع ولم يعلم المشترى ذٰ لک وقت العقد ، فعلى رواية كتاب البيوع ، ليس له ان يردها بخيار العيب اذا لم يكن بسب الولادة نقصانا ظاهرا ، وعلى رواية كتاب المضاربة يردها،و فى الخانية و عليه الفتوٰى ۔[43]

فتاوی رشیدیہ

فتاوی رشیدیہ میں مسجد کی توسیع کے لیے راستے کی زمین کا ایک قطعہ شامل کرنے کے جواز یا عدم جواز کے حوالے سے ایک مسئلہ کے جواب میں لکھتے ہیں:"اگر کسی کا حرج نہ ہو تو اس قطعہ کو شامل کرنے میں مضائقہ نہیں ہے اور اگر حرج ہو تا ہو یا باوجود عدم حرج کے اگر مزاحمت کریں تو پھر شامل نہیں کر سکتا"۔ و فى الخانيه : طريق للعامة هى واسع فبنى فيه اهل المحلة مسجدا للعامة و لا يضر ذالک قالو الا باس به ۔ هكذا روى عن ابى حنيفة و محمد رحمهما الله تعالى لان الطريق للمسلمين و المسجد لهم ايضا۔ [44]

فتاوی فریدیہ

اسی طرح فتاوٰی فریدیہ میں تکبیر کے بعد ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے کے حوالے سے ایک مسئلہ کا جواب یوں ارشاد فرمایا: تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ چھوڑنے یا باندھنے کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں فتاوٰی قاضی خان سے یوں نقل کیا گیا ہے؛ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھوں کو لٹکا کر باندھا جائے یا بغیر لٹکائے باندھا جائے دونوں طرح درست ہے،البتہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد فوراہاتھوں کو ناف سے نیچے باندھا جائے لٹکانا نہیں چاہیے یہی افضل ہے۔قال الشيخ عبدالحيیٔ الكهنوى تحت قوله تحت سرته وعند ابى حنيفه و ابى يوسف يضع كما فرغ من التكبير و لا ير سل و به جزم قاضى خان فى فتاواه و لم يذكر خلافا۔[45]

فتاوی رضویہ

سوال: ازبدایوں محلہ کٹرہ براہم پورہ مرسلہ شیخ عبدالغنی صاحب۔ایک شخص ایک مسجد میں فرض جماعت سے پڑھا کر تراویح بیس رکعت پڑھاتا ہے پھر وہی شخص دوسری مسجد میں تراویح بیس رکعت جماعت سے پڑھاتا ہے آیا یہ امامت اس کی صحیح ہے یا نہیں؟اور مقتدیان مسجد دیگر کی تراویح ہو جاتی ہے یا نہیں؟فقط۔

جواب:

فى الخانيته يصلى نا فلة غير الترا و يح ا و فى اقتداء امام الذى يصلى الترا ويح، اختلفو افيه والصحيح لا يجوز(بافيا) ۔[46] خانیہ میں ہے کہ جب تراویح ایسے شخص کے پیچھے پڑھی جو فرائض پڑھا رہا ہے یا اس شخص کی اقتدار میں جس نے تراویح کے علاوہ نوافل پڑھائے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے ۔ صحیح یہی ہے کہ جائز نہیں۔ **فتاوی شامی(ردالمختار)** اسی طرح قبلہ کی جہت معلوم نہ ہونے پر تحرّیٰ کے بعد بھی حتمی جہت قبلہ پتہ نہ ہونے پر نماز شروع کی پھر دوران نماز گمان ہوا کہ (قبلہ دوسری جانب ہے)اور منہ اُس طرف پھیرا پھر تیسری یا چوتھی رکعت میں غالب گمان ہوا کہ پہلی جہت ہی قبلہ ہے تو پھر جائے اور نماز مکمل کرلے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔واختلف المتاخرون فيما اذا تحول رأيه فى

الثالثة أو الرابعة الى الجهة الأولى، قيل يتم الصلاة وقيل ليتقبل كذا فى الخلاصه والاوّل اوجه ولذا قدمه فى الخانية لانه يقدم الا شهر۔[47] اور کہا کہ خانیہ کے قول کو مقدم کیا ہے کیونکہ وہ اشہر کو متقدم کرتے ہیں۔ فتاوی شامی میں مزید فرمایا:

و قال قاضى خاں: ينبغى ان يكون الجواب على التفصيل ان اقرّا بعقد ماض و لم يكن بينهما عقد لا يكون نكاحا ،و ان اقرّ الرّجل انّه زوجها و هى انّها زوجته يكون انكاحا و يتضمن اقرارهما الانشاء بخلاف اقرارهما بماض لانّه كذب و هو كما قال ابو حنيفه اذاقال لامراته لست لى امراة و نوى به الطلاق يقع كانّه قال لانّى طلقتك و لوقال لم اكن تزوجّتها و نوى الطلاق لا يقع لانّه كذب محض يعنى اذا لم تقل الشهود جعلتما هذا نكاحا فالحق هذا التفصيل له۔[48]

قاضی خان نے کہا: مناسب ہے جواب تفصیل سے دیا جائے: اگر اس نے زمانہ گزشتہ سے عقد نکاح کا اقرار کیا جب کہ ان دونوں کے درمیان کوئی عقد نہ تھا تو وہ نکاح نہ ہو گا۔ اگر مرد نے اقرار کیا کہ وہ اس عورت کا خاوند ہے اور عورت نے اقرار کیا کہ وہ اس کی بیوی ہے تو یہ نکاح کرنا ہو گا۔ دونوں کا اقرار انشا کو اپنے ضمن میں لینے والا ہو گا۔ جب دونوں زمانہ ماضی سے عقد کا اقرار کریں تو معاملہ مختلف ہو گا کیونکہ یہ جھوٹ ہے۔ وہ اسی طرح ہے جس طرح امام "ابو حنیفہ" نے کہا: جب اس نے اپنی بیوی سے کہا تو میری بیوی نہیں اور اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی گویا اس نے کہا: کیونکہ میں نے تجھے طلاق دے دی ہے۔ اگر اس نے کہا میں نے اس سے شادی ہی نہ کی تھی اور طلاق کی نیت کی تو طلاق واقع نہ ہو گی۔ کیونکہ یہ محض جھوٹ ہے، یعنی جب گواہوں نے یہ نہ کہا: جعلتما هذا نكاحا تم نے اس کو نکاح بنادیا ہے تو یہ تفصیل مناسب ہے۔

فتاوی عالمگیری

فتاوی عالمگیری میں وکالت کے ایک مسئلہ کے بارے ذکر کرتے ہیں: قال لغيره: وكلتك فى جميع امورى اقمتك مقام نفسى لا تكون الوكالة عامة ، ولو قال وكلتك فى جميع امورى التى يجوزبها التوكيل كانت الوكالة عامة تتناول البياعات والانكحة، وفى الاول اذا لم تكن عامة ينظر ان كان امر الرجل مختلفاليست له صناعة معروفة فالوكالة باطلة ، و ان كان الرجل تاجرا بتجارة معروفة تنصرف الوكالة اليها ۔رجل لعبيدقال لرجل: ما صنعت فى عبيدى فهو جازٔ فاعتق الكل لا يجوزعند ابى حنيفه رحمه الله تعالى ۔ وعليه الفتوٰى هكذا فى فتاوٰى قاضى خان ۔[49]

کسی نے کہا میں نے تجھے اپنے امور میں وکیل کیا اور بجائے اپنے قائم کیا تو یہ وکالت عامہ نہیں ہو گا، اور اگر کہا کہ اپنے تمام امور میں جن میں وکالت جائز ہے وکیل کیا تو وکالت عام ہو گی، بیع اور نکاح سب کو شامل ہے، پہلی صورت میں جب عام وکالت نہ ہوئی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس کے امور مختلف ہیں کوئی صناعت اس کی معروف نہیں ہے تو وکالت باطل ہے۔ اور اگر کوئی تاجر کسی تجارت میں معروف ہو تو وکالت اس کی طرف لوٹ آئے گی۔ اور اگر کسی آدمی نے اپنے غلام کے بارے میں کہا: کہ میرے لیے جو بھی میرا غلام کرے تو اس کے لیے جائز ہے، پس اس غلام نے سب آزاد کر دیا تو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جائز نہیں ہے، اور اسی پر فتوی ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔

احسن الفتاوی:

احسن الفتاوی میں کتاب الشفعہ میں ہے:

سوال: ایک زمین کی بیع ہونے کے بعد شفیع چند ایام تک خاموش رہا، اب حق شفع طلب کرنے سے اسے شرعا اختیار ہے یا نہیں؟
جواب: حق شفع کے لیے علم بیع کے طلب مواثبہ اور طلب تقریر بعجلت ممکنہ ضروری ہے، صورتِ مسئلہ میں اس شرط کے فقدان کی وجہ سے حق شفع باطل ہو جائے گا، البتہ اگر مشتری یا ثمن کا علم نہ ہونے کی وجہ سے شفیع نے سکوت اختیار کیا ہو اور علم ہو جانے کے بعد فوراطلب مواثبہ و طلب تقریر بشرائطھما المعتبرۃ کی ہوں تع حق ساقط نہیں ہو گا۔قال العلامۃ ابن عابدین معزیا الی لخانیۃ:اخبر بھا فسکت قالو ا لا تبطل ما لم یعلم المشتری و الثمن اقول و بہ افتی المصنف۔[50]

خلاصۂ بحث

عالم اسلام کے چند عظیم المرتبت فقہائے کرام جنھوں نے فقہ و اجتہاد کے میدان میں عالم اسلام کے لیے عظیم علمی و فقہی سرمایہ چھوڑا ہے اُن فقہائے کرام و مفتیان عظام میں حضرت قاضی خانؒ نوراللہ مرقدہ کا مقام سب سے نمایاں ہے کیونکہ اُنھوں نے ”فتاویٰ قاضی خان“ کے نام سے فقہ کے میدان میں بے پایاں وسعت علم کی بدولت یہ مجموعہ امت مسلمہ کے لئے راہنمائی کا نشان چھوڑا ہے اور اس میں جدید نو پید مسائل کو دلائل و براہین سے حل فرما کر امت مسلمہ کا سر اونچا رکھنے کی سعی کی ہے۔ علمائے احناف کے بیسیوں فتاوی جات ایسے ہیں جن سے قاضی خان کی فقہی بصیرت ظاہر ہوتی ہے۔فتاوٰی قاضی خان کے مابعد اب تک کے تمام حنفی فتاوی جات اور مفتیان کرام کے لیے مآخذ کی حیثیت رکھتا ہے۔عرب و عجم کے تمام علماء وفقہاء قاضی خان کی رائے اور فتوی سے عدول نہیں کر سکتے ،خصوصا تا حال بر صغیر کے تمام حنفی مفتیان سب سے پہلے قاضی خان کے فتاوی کی جانب رجوع کرتے ہیں۔جیسے فتاوی تاتارخانیہ ، فتاوی عالمگیری، فتاوی رضویہ ، فتاوی شامی، فتاوی رشیدیہ، فتاوی عثمانی، فتاوی فریدیہ، فتاوی دیوبند، فتاوی محمودیہ اور احسن الفتاوٰی وغیرھم۔

References

[1] Al-Anbyā 17: 7.

[2] Abdullah Muhammad Ibn Salāmah Al-Qaḍā'ī, Musnad al-Shahāb (Beirūt: Al-Mūsasa al-Rasālah), 2:454.

[3] Ibn-e-Mājah, Al-Sunan (Beriūt: Dar al-Fikar, 1410AH),

[4] Ibn-e-Kamāl Pāshā, Ṭabqāt al-Fuqhā Li Jām't ul'ulūm al-Islāmiyah (Urdūn: 'Amān, 2020AD), 62.

[5]Abdul Ḥayī Lakhnwī, Al-Fuwāied al-Bahiyat Fī Tarājim al-Ḥanfiyah (Karachi: Ārām Bāgh), 111.

[6] Ḥājī Khalīfa, Kashaf al-Ẕunūn (Baghdād: Maktba Mathna)

[7] Ahmad Razā Barelvī Fatāwa Radhwiyah (Lahore: Razā Foundation, 1921AD), 22: 270.

[8] Lakhnwī, Al-Fuwāied al-Bahiyat Fī Tarājim al-Ḥanfiyah, 111.

[9] Zain Uddīn Qaṭlūbghā, Tāj al-Tarājim (Beirūt: Dār al-Qalam, 1994AD), 879.

[10] Taqi Uddīn Tamīmī, Al-Ṭabqāt al-Saniya Fī Tarājim al-Ḥanfiya (Riaz: Dār al-Rafā'ī, 1403AH),

[11] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 9: 738.

[12] Qaṭlūbghā, Tāj al-Tarājim, 151.

[13] Aḥmad Ibn Uthmān Al-Zahbī, Siyar A'lām al-Nablā (Beirūt: Musasa al-Risālh, 1417AH), 21: 231.

[14] Qaṭlūbghā, Tāj al-Tarājim, 151.

[15] Aḥmad Razā Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah A'lā Fatāwa Qāzī Khān (Karachi: Idārah Taḥqīqāt, 2014AD), 36.
[16] Khalīfa, Kashaf al-Ẓunūn, 134.
[17] Khalīfa, Kashaf al-Ẓunūn, 134.
[18] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 19: 418.
[19] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 19: 418.
[20] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 19: 418.
[21] Lakhnwī, Al-Fuwāied al-Bahiyat Fī Tarājim al-Ḥanfiyah, 111.
[22] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 36.
[23] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 19: 260.
[24] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 4: 214.
[25]Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 10: 79.
[26] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 197: 254.
[27] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 19: 103.
[28] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 22: 270.
[29] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 1: 252.
[30] Khalīfa, Kashaf al-Ẓunūn, 2: 1224.
[31] Qāzī Khān, Fatāwā Qāzī Khān, 1: 24.
[32] Qāzī Khān, Fatāwā Qāzī Khān, 1: 30.
[33] Qāzī Khān, Fatāwā Qāzī Khān, 1: 32.
[34] Qāzī Khān, Fatāwā Qāzī Khān, 1: 122.
[35]- www.almeshkat.net/book/ pen
[36] Qāzī Khān, Fatāwā Qāzī Khān, 1: 345.
[37] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 49.
[38] Khalīfa, Kashaf al-Ẓunūn, 134.
[39] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 10: 94.
[40] Muftī Abdul Razāq Bhatrālvī, Qāzī Khān (Lahore: Darbār Market,2020AD), 1: 45.
[41] Muftī Muhammad Ibrāhīm, Qāzī Khān (Lahore: Darbār Market,2020AD), 1: 47.
[42] Muftī Taqī Uthmānī, Fatāwa Uthmānī (Karachi: Maktbah Ma'ārif al-Qurān, 2010AD), 2: 514.
[43] Farīd Uddīn Ibn al-'Alā, Al-Fatāwā Tātārkhāniya (Al-Hind: Maktba Zakriyā), 9: 114.
[44] Rashīd Aḥmad Gangūhī, Faqīh al-Nafas(Lahore: Maktba Ḥanfiya) 2: 346.
[45] Muftī Farīd, Fatāwā Farīdiyā (Ṣawābī, Dār al-Ūlūm Ṣadīqa, 2009AD), 4: 76.
[46] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 6: 54.
[47] Ibn-'ābdīn Shāmī, Rad al-Muḥtār A'lā al-Mukhtār (Beirūt: Dār al-Rāid, 1410AH), 1: 53.
[48] Barelvī, Al-Ta'līqāt al-Ridhviyah, 3: 13.
[49] Nazām Uddīn, Al-Fatāwā al-Hindya (Peshawar: Nūrānī Kutub Khāna), 1: 565.
[50] Nazām Uddīn, Al-Fatāwā al-Hindya, 1: 565.